کرنیکا حرف زبان پر نہ لائے۔ بلکہ باوجودیکہ میان رجب الدین و میان محمد چٹو صاحب نے انکو بہتیرا اکسایا اور مباحثہ پر آمادہ کیا مگر وہ اپنے کمان افسر حافظ محمد یوسف صاحب کی ماتحتی اور پہر ان کی غیر حاضری کے عذر سے اس مباحثہ سے جان بچاتے رہے۔ اور اُدہر حافظ صاحب جو مباحثہ سے اُنکے جان بچانیکا ان کو شاید وعدہ دے چکے تھے کہین مفقود الخبر ہو گئے۔ اور مزید تفحص و تفتیش کے بعد منشی محمد بخش صاحب کے ان کے پاس پہنچنے پر رات کے بارہ بجے کے قریب وہ اس مکان مین آئے۔

اس وقت حکیم صاحب نے حافظ صاحب اور دیگر حاضرین و معتقدین سے یہہ عذر پیش کر کے کہ "جمون مین ہمارا بہت جلد جانا ضروری ہے اور در صورت توقف مسلمانون کا حرج عظیم متصور ہے۔ رخصت کے خواستگار ہوئے۔ حاضرین مجلس پر ان کے اس عذر و تقریر کا ایسا اثر پڑا کہ انکو رخصت دینے کے سوا کچھ نہ سوجہا۔ پہر آپنے ایک شب کے لئے لودہانہ جانے۔ اور وہان سے اسباب اور اہلبیت کو لانے کی ضرورت کو ظاہر کیا۔ اور ۱۵ تاریخ کو پانچ بجے صبح کے لودہانہ کی طرف کوچ کیا۔

وہان جا کر آپ کو جمون کا وہ ضروری کام بھول گیا۔ اور وہ عذر بہی آپکے خیال سے جاتا رہا۔ وہان آپنے ۱۸ اپریل تک قیام و آرام فرمایا۔ اور پہر ۱۹ اپریل کو لاہور پہنچکر جمون کی طرف منہہ کیا۔

ہملوگ جو حکیم صاحب کے شبینہ مشورہ اور دیرینہ ارادہ سے واقف نہ تھے ۱۴ اپریل کو تمام دن آپکے منتظر رہے رات ہوئی تو انکی یاد آوری اور طلبی سے مایوس ہو کر اس امر پر آمادہ ہو گئے۔ کہ علی الصباح بلا طلب و اجازت حکیم صاحب کے فرودگاہ پر دھاوا کرینگے اور بر طبق "تو مان نہ مان مین تیرا مہمان" خود جا کر خواستگار اتمام مباحثہ ہونگے۔ یہہ سوچکر رات ہی کو رقعات اطلاعی و طلبی بنام شرکاء مجلس تحریر کئے جو نماز صبح کے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ان لوگون کے مطالعہ مین آئے۔ ومنجملہ ان اصحاب واحباب جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب تو بعد نماز صبح اپنے مکان سے چل بھی پڑے تھے۔ اور بعض دیگر احباب کے رقعات متضمن وعدہ شمولیت پہنچگئے تو ایک مخبر صاحب یہ منحوس خبر لائے کہ حکیم صاحب تو ع "خرجت مع البازی علی سواد" پر کاربند ہو کر کچھ رات رہتے یعنے ۴ بجے کے بعد لاہور کو چھوڑ گئے۔ یہ سنکر ان حضرات عازمین شرکت مجلس کی خدمات مین اور قاصد روانہ کئے جو ان کو اس تکلیف تشریف آوری سے روکین۔

اسکے بعد جو کارروائی ہمنے کی اور طرف ثانی سے ہوئی اسکا بیان ہم پیچھے کرینگے اس سے پہلے ہم اس مباحثہ کے واقع ہونے۔ اور اس واقعہ کے صحیح ہونے اور ان سوالات وجوابات کے حکیم صاحب اور خاکسار کے مابین دائر ہونے پر اس مجلس کے ارکان واعیان کی جن کے نام نامی صفحہ (۱۷) مین ہم درج کر چکے ہین شہادت پیش کرتے ہین

جسکی وجہ یہہ ہے کہ ہمارے راستباز مسیح اور ان کے سچے حواری خاکسار سے حکیم صاحب کے مباحثہ کرنے کا انکار کر چکے اور یہہ فرما چکے کہ "آپ کا تو درمیان قدم ہی نہ تھا"[1] یعنے تو تو اس مجلس مین بطور وزیٹرون (تماشائیون) کے بلایا گیا تھا اور بات چیت جو ہوئی تھی سو حافظ محمد یوسف کی حکیم صاحب یا مولوی عبدالرحمن صاحب سے ہوئی تھی۔ تو کون ہے کہ لہو لگا کر[2] شہیدون مین داخل ہوتا ہے اور خود بخود مبارز ومباحث بن بیٹھا ہے۔

ان تقریرات وبیانات صداقت آیات ان حضرات تقدس سمات سے (جو ضمیمہ پنجاب گزٹ ۲۵ اپریل ۱۸۹۱ء مین شائع ومشتہر ہو چکے ہین) ممکن بلکہ بطن غالب مظنون ہے کہ اصلی حقیقت سے ناواقفون پر برا اثر ہو۔ اور وہ ان بیانات پر اعتماد کر کے دعوے مباحثہ کو غلط سمجھین۔ لہذا ضرورت ہوئی کہ حضار مجلس سے ایسے اعیان کی

[1] یہ حضرت مسیح کا قول ہے آپکا خط نمبر (۸) مورخہ ۱۶ اپریل ملاحظہ ہو۔ [2] یہ آپکے حواری کہہ رہے ہین ضمیمہ سیالکوٹ گزٹ ۲۵ اپریل ملاحظہ ہو۔

شہادت کو جنکی وجاہت اور صداقت مین ان حضرات کو جائے کلام نہو پیش کیا جائے۔
اسکے بعد جواب نمبری ۲۴ کا تتمہ درج کیا جائیگا۔
اسکے بعد پچھلی کارروائی فریقین کا بیان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالے +

شہادت اعیان ارکان مجلس

جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب پروفیسر عربی کالج لاہور کی

شہادت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاکسار اس گفتگو مین جو ۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء کو منشی محمد امیر الدین صاحب کے مکان پر مابین جناب مولوی حکیم نور الدین صاحب اور جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کی ہوئی تہی اول سے آخر تک حاضر تہا۔ خاکسار کے سامنے یہہ سوال و جواب مرقوم الصدر مابین مولوی صاحب اور حکیم صاحب ممدوحین کے ہوئی۔ آخری تقریر نمبری ۲۴ کے بیان مین جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے اصول ممہدہ مین سے اصل نمبری ۸۔ کا حوالہ دیا۔ اسپر خاکسار نے عرض کی کہ اس تمام تحریر پر جو ابتک ہوئی ہے فریقین کے دستخط ہو جانے مناسب ہین تاکہ حوالہ کے وقت کسیکو اپنے مسلمات سے اعتراض و انکار کی گنجایش نرہے خاکسار کی یہ گذارش مقبول و منظور ہوئی۔ اسپر منشی محمد دین* صاحب نے جو یہہ سوال و جواب لکھتے جاتے تھے اول سے آخر تک تمام تقریر سنائی پہر جناب حکیم صاحب نے خود بھی اپنے ہاتھ مین لیکر اور اس تحریر کو پڑھکر فرمایا کہ اسکو صاف کر لینا چاہئے مین دستخط کر دونگا۔ اب منشی محمد امیر الدین صاحب اور حافظ محمد یوسف صاحب نے کسیقدر اصرار کے ساتھ جناب حکیم صاحب کو مجلس سے اٹھا لیا

* یہ سعادتمند نوجوان علیگڈہ کالج کی بی اے کلاس کے طالب علم ہین۔ اور لاہور کے باشندے اور ہمارے عزیز تلمیذ ہین۔ اوصلہ اللہ الی ما یتمناہ

اور حکیم صاحب ان کی ہمراہ کہین تشریف لے گئے حکیم صاحب کے تشریف لیجانے کی بعد بہت سے اصحاب جن مین خاکسار بہی تہا تقریبًا ایک گھنٹہ یا اس سے کسیقدر زائد دیر تک اس مجلس مین حاضر رہے جب اس اثنا مین حکیم صاحب واپس تشریف نہ لائے تو خاکسار جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب سے رخصت ہوکر اور یہ عرض کرکے چلا آیا کہ پہر گفتگو کے وقت سے آپ مجہے اطلاع دیجئے گا مین انشاء اللہ حاضر ہوجاؤنگا۔ چنانچہ مین اس روز تمام دن منتظر رہا۔ ۱۵ اپریل ۱۸۹۱ء کو صبح کے وقت مولوی صاحب ممدوح کی طرف سے ایک رقعہ اس مضمون کا خاکسار کے پاس آیا کہ حکیم صاحب نے تو مباحثہ کے لئے نہین بلایا مگر ہم چاہتے ہین کہ خود وہان جائین اور ان سے مباحثہ پورا کرنے کی درخواست کرین لہذا آپ تشریف لے آوین حسب وعدہ آپ کو مطلع کیا گیا۔ چنانچہ خاکسار یہ رقعہ دیکہنے کی بعد مکان سے چلا۔ اثنائے راہ مین مولوی صاحب ممدوح کا ایک اور آدمی ملا جس نے مولوی صاحب کیطرف سے بیان کیا کہ اب آپ تکلیف نکرین۔ حکیم صاحب سات کے پانچ بجے اور مانہ چلے گئے۔ یہ پیام سنکر خاکسار راستہ سے واپس چلا آیا

العبد محمد عبداللہ عفی اللہ عنہ۔ اول مدرس عربی اورینٹیل کالج لاہور

جناب خان بہادر فقیر سید جمال الدین صاحب ٹیس و آنریری اسسٹنٹ کمشنر لاہور کی شہادت

جب راقم وہان گیا تو اس وقت حکیم صاحب اور مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے مابین سوال وجواب ہو رہے تھے۔ اور راقم کے سامنے اخیر مین یہ سوالات وجوابات پڑہے گئے تو حکیم صاحب نے فرمایا کہ صاف ہوجاوین تو پہر دستخط کرونگا۔ پہر حکیم صاحب کسی ضرورت کے واسطے تشریف لے گئے۔

راقم۔ فقیر جمال الدین عفی عنہ۔

جناب اخی مکرمی شیخ خدابخش صاحب جج عدالت خفیفہ لاہور کی شہادت

۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء کو مین مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی اور فقیر جمال الدین صاحب کے بعد اس مجلس مین گیا تھا نہ اس خیال سے کہ مین مناظرہ مین شامل ہون بلکہ مناظرہ کا مجکو علم بہی نہ تہا مین وہان مولوی نورالدین صاحب کے ساتھ کسی جگہہ جانے کے لئے کسی اور معاملہ دنیاوی کیخاطر گیا تھا کہ وہ وقت مولوی نورالدین صاحب نے میرے ساتھ کہین جانے کیلئے مقرر کیا ہوا تہا۔ بہرحال مین نے گفتگو مابین مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی نورالدین صاحب ہوتی سنی آخر کار تنگی وقت کے سبب مولوی نورالدین کو بعض انکے احباب نے اٹہایا اور گفتگو مذہبی کے واسطے آیندہ کیلئے التوا کرنا پڑا۔

پہر ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء کو لودہانہ سے میرے نام خط مولوی نورالدین صاحب کا آیا جسکا مضمون یہ تہا کہ مولوی محمد حسین صاحب کی خبر تار برقی لودہانہ مین بنام مرزا غلام احمد صاحب پہنچی ہے کہ مولوی نورالدین صاحب جو بحث شروع کرکے بہاگ گیا ہے اسکو واپس کرو ورنہ شکست یافتہ سمجہے جاؤگے۔ مولوی نورالدین نے مجکو لکہا کہ عام جلسہ کا انتظام ہو تو مع مرزا صاحب کے لاہور وہ پہنچین اور مجکو نیز ایما رہا کہ مولوی محمد حسین صاحب کیخدمت مین عرض کیجاوے کہ ۱۴ اپریل کو قریب ۹ بجے دن کے جو انکو یک لخت جانا پڑا کیسا ضروری امر تہا میری راے مین ۹ بجے جو مولوی نورالدین نے گفتگو ختم کی اسمین ضرورت واقعی تہی۔ بعد اصول رقعہ مولوی نورالدین کے منشی عبدالحق صاحب کے ساتھ بخدمت مولوی محمد حسین صاحب چپراسی روانہ کیا اور عبدالحق صاحب نے بخدمت مولوی محمد حسین صاحب خط مرزا غلام احمد صاحب کا پیش کیا۔ آخر ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء کو منشی عبدالحق صاحب نے مجکو لکہا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے بجواب خط مرزا صاحب لکہدیا[1] ہے کہ بعد مطالعہ کتاب ازالہ اوہام بحث کیواسطے تاریخ مقرر کرین گے۔ الغرض ۹ بجے تک ۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء کو گفتگو ہر دو

[1] یہ ہمارے پرانے دوست منشی عبدالحق صاحب نے غلط لکہا ہے۔ مین نے جو لکہا تھا وہ عنقریب خط نمبری (۲۰۰) مین منقول ہوگا۔

صاحبان کی ہوتی مین نے سنی۔ آخر کار سوالات وجوابات سیر کے سامنے بمواجہہ ہر دو فریق پڑہے گئے اور انکو صحیح مانا گیا۔ مگر مولوی نورالدین صاحب نے کہا کہ بعد صفائی کے دستخط کرین گے ۔

بکم مئی۔ احقر خدا بخش۔

عزیزم مولوی عبدالعزیز صاحب ملازم سررشتۂ تعلیم و رکن انجمن حمایت اسلام کی شہادت

مین اس جلسے مین اول سے آخر تک موجود تہا اور جسقدر واقعہ مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی نے تحریر فرمایا ہے میرا اس کے ساتھ کلی اتفاق ہے

عبدالعزیز۔ ۲۔ مئی ۱۸۹۱ء

صادق القول حضرت مسیح اور انکے راستباز حواری۔ ان شہادات کو دیدۂ عبرت سے پڑہین اور تہوڑی دیر کے لئے اپنے اپنے گریبانون مین منہہ ڈالین۔ اور پہر خوف آخرت و ننگ دنیا کو پیش نظر رکہکر انصاف سے کہین کہ اس واقعہ کے بیان مین کون سچا ہے اور کون جہوٹا۔

ان شہادتون کو وہ صادق اور کافی نہ سمجہین تو ان اعیان سے یا ان کے برابر صادق القول اور وجیہہ اشخاص کی شہادت سے یہ ثابت کرین کہ یہ مباحثہ حافظ محمد یوسف صاحب اور حکیم صاحب یا مولوی عبدالرحمن صاحب کے مابین ہوا تہا۔ اور ان سوالات و جوابات کا سلسلہ انہی حضرات مین جاری تہا۔ ابوسعید محمد حسین ایک گوشہ مین ڈیسٹرون کی لائن مین چپ چاپ بیٹہا تہا۔

ایسے اعیان الکو شہادت کے لئے میسر نہ آئین تو اپنے ہی حامیون اور تسلی یافتہ حواریون مین سے جن کے نام منیجر پنجاب گرنٹ ۲۵۔ اپریل مین مشتہر کر چکے ہین تین

اشخاص حافظ محمد یوسف صاحب منشی الٰہی بخش صاحب منشی عبدالحق صاحب سے اس مضمون کی شہادت دلوادین مگمان کی شہادت ہم حلف سے لین گے اور خاص مجلس مین جن الفاظ سے چاہین گے یہ مضمون کہلوائین گے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات مین ایسے لوگ بھی ہین جو فقرہ "دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز" پر عمل کرکے تاویل و توریہ کے ساتھ تھوڑا سا جھوٹ بولنا بھی جائز سمجھتے ہین۔ ہم اُن سے ایسے الفاظ سے حلفی شہادت لین گے جنمین وہ تاویل و توریہ نکر سکین گے۔ اور پہلے انکو یہ مسئلہ سمجھادین گے کہ حلف مین توریہ جائز نہین ہے وہ دوسرے کی نیت پر واقع ہوتی ہے ؛

تتمۂ جواب نمبر ۲۴

(اس جواب کے شروع (ایک سطر) کا اعادہ کرکے جواب پورا کیا جاتا ہے)

آٹھوین اصل (یا محاورہ عام کے مطابق اصول) مین۔ آپ (حکیم صاحب) تسلیم کرچکے ہین کہ احادیث و قرآن کے اصلی معنے (یعنے حقیقی) بلا دلیل قوی ترک کرنا اور اس کے مجازی معنے بلا وجہ قوی مراد لینا جائز نہین ہے۔ اور امید ہے کہ صحابہ کو بھی آپ اس قاعدہ سے واقف یا دیدہ و دانستہ اسکے مخالف قرار دین گے کیونکہ وہ لوگ آپ سے اور اسوقت کے تمام لوگون سے افقہ و اصرع تھے اور محاورات عرب اور خطابات سید العجم والعرب سے بخوبی واقف تھے۔ اور اصول صحیحہ کے پابند۔

اور جواب نمبری ۲۳ مین۔ آپ تسلیم کرچکے ہین۔ کہ یہ لفظ (ابن مریم) قرآن مین آیا تو صحابہ نے اس سے حضرت عیسےٰ نبی اللہ کو مراد سمجھا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس لفظ کے اصلی معنے یہی (عیسےٰ نبی اللہ) ہین۔ یہ معنی اصلی نہوتے تو قرآن مین وہ اس لفظ سے یہ مراد نہ سمجھتے۔

ان دونون مقدمات مسلمہ جناب کو ملانے سے صاف اور قطعی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ لفظ حدیث مین وارد ہوا تو وہان بھی صحابہ نے اس لفظ سے حضرت عیسی نبی اللہ کو مراد سمجھا۔ خصوصاً ایسی حالت مین کہ ان (صحابہ) سے اس کے برخلاف اس لفظ سے قتیل مسیح یا اور معنے مجازی مراد سمجھنا اب تک ثابت نہین ہوا۔ جسکا آپنے بھی جواب نمبری ۲۳ مین اعتراف کر لیا ہے۔ اس قطعی نتیجہ کے بحال و مقابلہ مین اگر آپ یہہ کہین کہ قرآن مین اس لفظ کے نازل ہونے کے وقت تو اسکے اصلی معنے حضرت عیسی نبی اللہ تھے۔ مگر حدیث مین اس لفظ کے استعمال کئے جانے کے وقت وہ معنی اصلی نہ رہے۔ یا یہہ کہین کہ آنحضرت کے اصحاب اصلی معنے کو باوجود ترک کرنے کے عدم جواز سے واقف نہ تھے۔ یا وہ باوجود واقفیت اس قاعدہ صحیحہ کے پابند نہ تھے۔ تو آپ کی بات کا کوئی جواب نہین ہے ؎

انیست جابت کہ جوابت نہ دہم +

(لطیفہ اعتراضیہ)

جواب نمبری (۲۱و۲۲) مین تو حکیم صاحب نے مسیح ابن مریم کے لفظ کا قرآن مین وارد ہونا تسلیم کر لیا تھا۔ مگر آپنے پرائیویٹ جلسون مین جنمین آپ نئے حواریون کو حضرت مسیح علیہ السلام کا سول دیا جانا۔ اور پھر اپنی موت سے فوت ہو جانا تلقین فرماتے رہے تھے۔ اس لفظ کے قرآنین وارد ہونے سے انکار کیا تھا۔ اور صاف فرما دیا کہ مولوی صاحب (خاکسار کو کہتے ہین) سخت غلطی کرتے ہین کہ بار بار اس لفظ کے قرآن مین وارد ہونے پر زور دے رہے ہین۔

آپکے اس انکار کو ان حواریون نے مان لیا۔ اور ایک مولوی حافظ بھی (جو عقل و فہم کا بھی حافظ ہے) آپ کے اس انکار کا مصدق ہوا۔ دوسرے دن اس لفظ کا

تذکرہ خاکسار کے پاس میان رجب الدین صاحب اور خواجہ محمد دین صاحب نے کیا تو خاکسار نے اُسیوقت قرآن سے ایسی آیات کا نشان دیا جنمین یہ لفظ وارد ہے۔ پہر مجمع عام وعظ جمعہ مین اُن آیات* قرآنیہ کو پڑہکر سُنا دیا۔ ہمکو ان حواریون کے زود اعتقادی پر افسوس نہین ہے۔ کیونکہ وہ لوگ قرآن سے ماہر نہین۔ اور بعضے تو بالکل ان پڑہ ہین جو قرآن کا ایک حرف پڑہ نہین سکتے۔ افسوس ہے تو حکیم صاحب پر ہے جنہون نے اس انکار مین غضب ڈہایا۔ اسمین آپنے دیدہ و دانستہ نئے حواریون کو دہوکہ دیا تو محل افسوس ہے اور اگر یہ انکار ناواقفی پر مبنی ہے تو پہر آپکا دعوے قرآن دانی محل تعجب ہے۔ اور یہ آپکے اس دعوی الہام تبیین (بنین لک) جسکو آپ لودہانہ کے ایک مولوی صاحب ظاہر کر چکے ہین) کو غلط قرار دیتا ہے

دجال کے متعلق جو آپنے جواب دیا ہے۔ اسمین آپنے دجل سے جو دجال کا مادہ (روٹ) ہے۔ خوب ہی کام لیا اور حق و باطل کو خلط ملط کر دیا ہے۔

جواب نمبری (۲۱) مین آپنے اس لفظ کی مراد مین اختلاف ظاہر کیا ہے اور اس اختلاف کے ایک شق کو کہ حضرت عمر ابن صیاد کو دجال کہتے اور اسپر قسم کہاتے تہے بیان کیا۔ پہر جب سوال نمبری (۲۲) مین دوسرے شق اختلاف کے بیان کا آپسے مطالبہ ہوا تو آپنے یہہ کہدیا کہ مجہے یاد نہین کہ سواے ابن صیاد کسیکو دجال کہا گیا ہو۔ اس سے آپنے یہہ جتایا کہ دجال سے صرف ابن صیاد بالاتفاق مراد ہے۔ اور ہمارے یاد مین اس مراد کا کوئی مخالف نہین۔ ان جوابات مین آپنے کئی وجہ سے دجل (حق باطل

---

* قرآن مجید مین کئی جگہ لفظ المسیح عیسے ابن مریم وارد ہے (دیکھو آل عمران ۵۶۔ النساء ۲۲۶۔ وغیرہ)۔
" کئی جگہ لفظ المسیح ابن مریم۔ (دیکھو مائدہ ۳۶ و ۱۰۶۔ التوبہ ۵۶۔ وغیرہ)۔
" کئی جگہ لفظ عیسیٰ ابن مریم ہے (دیکھو بقرہ ۱۱۶۔ مائدہ ۱۱۶۔ سورہ مریم ۲۶۔ وغیرہ)
" کئی جگہ صرف ابن مریم ہے (دیکھو زخرف ۶۶۔ المومنون ۳۶ وغیرہ)۔
ان مقامات کے دیکھکر وہ مولوی حافظ جنہون نے حکیم صاحب کے انکار کی۔ تصدیق کی۔ تھی شرمندہ نہ ہون تو تعجب ہے۔

کا خلط) اختیار کیا

وجہ اول یہ کہ حضرت عمر فاروق کا ابن* صیاد کو دجال کہنا یہی معنے نہین رکھتا کہ وہ آپ کے نزدیک دجال موعود تھا۔ کیون کہ جائز نہین کہ آپ نے اسکو منجملہ اُن تیس دجالون کے جن کی پیدا ہونے کی خبر حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم مین (جو حاشیہ مین منقول ہے) آئی ہے شمار کیا ہو۔ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین بعض علما سے نقل کیا ہے کہ شاید حضرت عمر کے اس قول سے یہ مراد ہو کہ ابن صیاد ان دجالون مین سے ہے جو نبوت کا دعوے کرین گے۔ اور لوگون کو بہکا دین گے۔ اور ان کے دین کو گڈمڈ کر دین گے۔ (چنانچہ ہمارے زمانہ مین ایسے لوگ بہت نظر آرہے ہین) نہ یہہ کہ وہ مسیح دجال موعود ہے"۔

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لا تقوم الساعة حتی یُبعث دجالون کذابون قریبا من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله (مسلم ص۳۹۷)

قیل لعل عمر اراد بذلک ان ابن الصیاد من الدجالین الذین یخرجون فیدعون النبوة او یضلون الناس و یلبسون الامر علیهم لا انه المسیح الدجال (مرقاة حاشیہ مشکوة ص۴۷۹)

اس وجہ سے معاملہ دجال و ابن صیاد کے متعلق آپ کا ایک مغالطہ ثابت ہوا

وجہ دوم یہ کہ فرض کیا اور مان لیا کہ حضرت عمر کا بھی خیال تھا کہ ابن صیاد

* ابن صیاد مدینہ کا یہودی تھا۔ آنحضرت صلعم کے وقت مین اُس نے نبوت کا دعوے کیا تھا۔ اور اس مین بعض ایسی عجیب باتین موجود تھین جو دجال مین ہونگی۔ پھر وہ مسلمان ہوگیا اور اس نے حج بھی کیا۔ اسکے مسلمان اور دجال ہونے مین صحابہ کا اختلاف رہا۔ (جسکا بیان ۳ سوم مین ہوگا) اور اسکی عجیب باتون کا بیان پہلی مین ہوگا۔ انشاء اللہ تعالے۔

وہی دجال موعود تہا۔ مگر جب اُس فرضی خیال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فقال عمر بن الخطاب۔ ذرنی یا رسول اللہ اضرب عنقہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکنہ فلن تسلط علیہ وان لم یکنہ فلا خیر لک فی قتلہ (مسلم صہ ۳۹۸)

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکن ھو فلست صاحبہ انما صاحبہ عیسی بن مریم والا یکن ھو فلیس لک ان تقتل رجلا من اھل العھد (مشکوٰۃ صہ ۴۷۹)

حضرت عمر کو روک دیا۔ اور صاف فرما دیا (چنانچہ بخاری و مسلم مین آیا ہے) کہ (اے فاروق) یہ (ابن صیاد) وہی (دجال موعود) ہے۔ تو تجہے اسکے قتل پر تسلط نہوگا کیونکہ اسکا قاتل حضرت عیسی بن مریم ہوگا۔ اور اگر یہہ اور دجال ہے تو اسکا قتل کرنا اچہا نہین ہے کیونکہ یہہ ذمی (عہدی) ہے جنکا قتل کرنا جائز نہین۔ تو پہر کیونکر ممکن تہا کہ حضرت عمر کا وہ فرضی خیال قائم رہتا۔ کیا یہ امر ممکن۔ اور بلحاظ کمال حضرت عمر کے اتباع و اتقا مین جائز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دجال موعود کی نسبت یہ خبر دین کہ وہ حضرت عیسے بن مریم کے ہاتھ سے قتل کیا جائیگا اور پہر حضرت عمر اسی کو دجال موعود سمجہین۔ ہرگز نہین۔

آپنے قول فاروقی کے یہ معنے جتا کر اور اسکے مخالف قول نبوی سے چشم پوشی کر مسلمانون کو سخت دہوکا دیا ہے۔ اور اسمین دجل سے خوب کام لیا ہے۔

وجہ سوم۔ سلف صحابہ مین جو اختلاف تہا۔ وہ ابن صیاد کے باب مین مین تہا۔ کہ آیا وہ دجال ہے یا نہین نہ دجال موعود کے باب مین (جسکی علامات و خواص صحیح حدیثون مین یہ آئے ہین کہ وہ مردہ کو زندہ کرے گا (۲) اسکے ساتھ دوزخ و بہشت ہوگا۔ (۳) اسکی پیشانی پر ک۔ ف۔ ر۔ یعنے کافر مکتوب ہوگا۔ (۴) وہ حضرت عیسے علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا جائیگا وغیرہ وغیرہ۔ (جن کی تشریح یہ یویو مین

ہوگی) کہ آیا وہ بجز ابن صیاد کوئی اور شخص ہے یا نہین - امام نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے کہ امام ابو سلیمان خطابی نے فرمایا کہ ابن صیاد کے باب مین جب وہ بڑا ہوا سلف

قال الخطابي واختلف السلف في امره بعد كبره فروي عنه انه تاب من ذلك القول ومات بالمدينة وانهم لما ارادوا الصلوة عليه كشفوا عن وجهه حتى راه الناس وقيل لهم اشهدوا قال وكان ابن عمر وجابر فيما روي عنهما يحلفان ان ابن صياد هو الدجال لا يشكان فيه فقيل لجابر انه اسلم فقال وان اسلم فقيل انه دخل مكة وكان في المدينة فقال وان دخل (مسلم ص ۳۹۷)

کا اختلاف ہے ایک یہہ روایت ہے کہ وہ اپنے کفریات سے تائب و مسلمان ہوا اور مدینہ مین فوت ہوا - اور اسکی نماز جنازہ پڑہی گئی تو اسکا منہہ کہولکر لوگون کو دکہایا گیا اور ابن عمر و جابر قسم کہاکر فرماتے ہین کہ ابن صیاد دجال ہے"۔

اور یہ اختلاف صحابہ یا تابعین کا ہمنے کہین نہین دیکہا کہ دجال جس کے خواص و علامات مذکورہ حدیث مین آئی ہین وہ بجز ابن صیاد کوئی نہین ہے -

حکیم صاحب نے اس (اول) اختلاف کو یہ (دوم) اختلاف قرار دیا اور دجل اختیار کر کے مسلمانونکو دہوکے مین ڈالا - آپ سچے ہین تو کم سے کم ایک صحابی یا ایک تابعی سے بنقل صحیح یہ ثابت کر دکہائین - کہ ابن صیاد کے سوا کوئی دجال نہین جسمین علامات مذکورہ کتب حدیث پائی جائینگی - حضرت عمر و ابن عمر و جابر کے اقوال کو اپنے خیال کی تائید مین پیش کرین گے - تو سخت پچہتائین گے - ان سے آپ یہہ نفی ثابت نکر سکینگے -

بالجملہ دجال کے متعلق جو کچہہ آپنے کہا ہے [illegible] دجل سے [illegible] کام لیا ہے اور حق کو باطل سے ملا دیا ہے اور حق یہ ہے کہ دجال [illegible] اور اسکی صفات موجودہ کتب حدیث کسی اختلاف کا محل نہین گو بعض صحابہ نے دجال کی بعض صفات کا محل ابن صیاد

کو بہی بنایا۔ اور اسکو منجملہ دجاجلہ شمار کیا ہے۔

مباحثہ سے پچہلی کارروائی

حکیم صاحب مباحثہ چہوڑکر لودہانہ چلے گئے تو خاکسار نے دوسرے دن اسپر اطلاع پاکر حافظ محمد یوسف صاحب اور میان رجب الدین صاحب کو بلایا اور اُن سے سبب تشریف بری حکیم صاحب دریافت کیا۔

حافظ صاحب نے بیان کیا کہ حکیم صاحب کو جمّون مین جلد جانا ضروری تہا۔ وہ جلد نہ جاتے تو مسلمانون کا سخت حرج ہوتا۔ اس لئے ہمنے اُن کو مرخص کیا۔ اور کہا کہ کاغذ اصول و جوابات پر حکیم صاحب نے دستخط کرنا چاہا تھا۔ ولیکن ہمنے انکو دستخط کرنے سے روک دیا۔ اور کہا کہ حکیم صاحب تو یہ بہی خوف کرتے تہے کہ اگر مین بلا اتمام مباحثہ چلا جاؤن گا۔ تو مولوی جی (ابو سعید محمد حسین) کہین گے کہ وہ شخص بہاگ گیا مگر ہمنے اس خوف سے انکو مطمئن کر دیا۔ اور یہہ کہدیا ہے کہ جو الزام وہ آپ پر لگائینگے وہ ہم اپنے ذمہ لین گے۔ آپ اس الزام سے بری سمجہے جائین گے۔

پہر حافظ صاحب نے اپنے بیان کی تصدیق میان رجب الدین صاحب اور خواجہ محمد دین صاحب سے کہ وہ بہی ان کے ساتھ آئے تہے کرا دی۔ اور خاکسار سے یہہ درخواست کی کہ آپ حکیم صاحب کی اس کارروائی پر جو کہنا چاہتے ہین ہمکو کہین۔ حکیم صاحب پر کوئی الزام عائد نکرین۔

مین نے اسکے جواب مین حافظ جی سے کہا کہ آپ جو کہتے ہین اور جو آیندہ کرنا چاہتے ہین وہ صرف آپ کی دوست پروری اور پردہ پوشی ہے۔ آپنے جب حکیم صاحب کو دیکہا کہ وہ ان اصول و جوابات کے تسلیم سے بے دست و پا ہو گئے ہین۔ لہذا اب وہ مباحثہ کے لئے مجلس مین آئین گے تو الزام کہائین گے۔ اور خفت اٹہائین گے

تو یہ امر آپ پر نہایت شاق گذرا اور دستی کہ اور حکیم صاحب اس مرتبہ کے کہ وہ آپ کے بھتیجے سے مباحثہ کے لئے مستعد ہوئے مخالف معلوم ہوا۔ لہذا آپنے اس کا عذر یہ انکار دستخط ہونے دیا۔ اور انکو یہ وعدہ دیکر کہ ہزیمت کا الزام ہم اپنے ذمہ لینگے۔ ان کو بھاگ جانیکا مشورہ دیا۔ مگر آپ کی اس کارروائی سے حکیم صاحب الزام ہزیمت سے بری نہیں ہوسکتے اگرچہ وہ آپ ہی کے کہنے سے فاکسار کے مخاطب و مناظر ہوئے تھے۔ مگر آخر مخاطب ہوئے اور مناظر بن گئے۔ لہذا اُن کا فرض تھا کہ وہ جاتے ہوئے فاکسار سے اجازت لیتے۔ یا کم از کم یہ اطلاع دیتے کہ بسبب صرف حافظ جی کے کہنے سے آپ سے مناظرہ شروع کیا تھا۔ اب حافظ جی نے مکلم یا اجازت سے اس مناظرہ کو موقوف کرکے لوٹا نہ جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنا یہ فرض ادا نہیں کیا۔ تو ہم انکا تعاقب نہ چھوڑینگے۔ اور اُن کے ذمہ تار دیکر انکو اتمام مباحثہ کے لئے بلائینگے۔ جسپر انہنے دوسرا خط کو انہنے ان کے ممبر غلام احمد کے نام مضمون کا تیلیگرام (تار خبر) دیا۔

۱۵۔ اپریل ۱۹۰۹ء

تمہارے ڈیسائپل (حواری) نورالدین نے مباحثہ شروع کیا اور بھاگ گیا۔ اسکو واپس کرین یا خود آوین ورنہ یہ مقصود ہوگا کہ آپنے شکست کھائی۔

اس تار کے جواب میں ہمارے مقدس اور شیر ببر مناظر یہ صاحب سے یہ نہوسکا کہ خود تار کے ذریعہ مجلس مباحثہ میں حاضر ہوجانیکا وعدہ دیتے۔ بلکہ دوسرے دن ۱۶ اپریل کو بہ ہوشیاری تین میں ایک آدمی کے ہاتھ اس تار کے جواب میں اپنا خط ذیل روانہ کیا جو ۱۷ اپریل کو ہمکو ملا۔ اس خط میں پہلے مباحثہ کو آپنے کان لم یکن (گویا کہ وہ ہوا ہی نہ تھا۔) ہٹیرایا۔ اور نئے مباحثہ کے لئے ایسی فاسد شرائط کو پیش کیا۔ جن سے مناظرہ کا وجود میں آنا محال تھا۔ اُن شروط کو گویا انہوں نے سپرد کیا۔ اور ان کے ذریعہ سے اپنے آپ کو اور اپنے حواری کو مباحثہ سے بچایا۔ وہ خط یہ ہے:۔

۱۶- اپریل ۱۹۰۹ء مولود ماہ اقبال گنج

نمبر ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی - از عاید باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ - بخدمت اخویم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا تار جسمین یہ لکھا تھا کہ تمہارے وکیل بھاگ گئے - انکو لوٹاؤ - یا آپ آؤ - ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاؤ گے - پہنچا - اے عزیز شکست وفتح خدا تعالے کے ہاتھ مین ہے - جسکو چاہتا ہے فتحمند کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے شکست دیتا ہے - کون جانتا ہے کہ واقعی طور پر فتحمند کون ہونے والا ہے اور شکست کھانے والا کون ہے جو - مان پر قرار پا گیا ہے - وہی زمین پر ہو گا گو دیر سے سہی - لیکن اس عاجز کو تعجب ہے کہ آپنے کیونکر یہ گمان کر لیا کہ جیتی گئی اللہ - مولوی حکیم نورالدین صاحب آپسے بھاگ کر چلے آئے - آپنے انکو کب[1] بلایا تھا کہ تا وہ آپسے اجازت مانگ کر آتے - اصل بات تو اسقدر تھی کہ حافظ محمد یوسف صاحب نے مولوی صاحب ممدوح کیخدمت مین خط لکھا تھا کہ مولوی عبدالرحمن[2] بیجا بہ آئے ہوئے ہین - انکو ان کو دو تین روز کے لئے قصور بیجا ہے تا ان سے[3] بروہم بعض شبہات اپنے آپسے دور کر لین اور یہ بھی لکھا کہ ہم اس مجلس مین مولوی محمد حسین صاحب کو بھی بلا لین گے - چنانچہ مولوی

[1] وہ بے ہاتھ تھے - حافظ جی بھیج چکے تھے سے - ناظرین پڑھ لے کیا یہ امر واجب تھا کہ وہ مجھ سے اجازت لیتے یا کہ مجھ کو اطلاع دیتے کہ مین جاتا ہون

[2] محض خلاف واقع ہے - مولوی عبدالرحمن صاحب کبھی نہیں بھیجے گئے بلکہ حسب الحکم حافظ جی کالاتجو مین سے بیچ ہی رہتا تھا - وہ تو آپ سے آپ آئے تھے - بدون حکم بھیجنے کے آئے تھے -

[3] محض بناوٹ ہے - حافظ جی نے مولوی عبدالرحمن صاحب کے ساتھ کچھ ایسا ویسا کیا ہو تو ہو - ورنہ مجھ سے تو کچھ نہیں کیا - نہ مجھ پر کچھ شبہ ظاہر کیا اور نہ مجھ سے کچھ دریافت کیا اور نہ کچھ ہوا -

[4] یہ ہے اصل بات - اب ناظرین خود سمجھ لین کہ مولوی صاحب کا بھاگنا اور حافظ جی کا لوٹانا کیا معنی رکھتا ہے - ایسا ہی ہے

عہ یہان تو یہ ہوا کہ آپنے اپنے کو اور اپنے خصوصہم کے مقابلہ مین جاہل اور اپنی فتحمندی کی امید مین کامیاب رہے -

صاحب موصوف حافظ صاحب کے اصرار کی وجہ سے لاہور مین پہونچے۔ اور منشی سراج الدین صاحب کے مکان پر اُترے اور اس تقریب پر حافظ صاحب نے اپنی طرف سے انکو بھی بلا لیا۔ تب مولوی عبدالرحمن صاحب تو عین تذکرہ مین اُٹھکر چلے گئے اور جن صاحبون نے آپ کو بلایا تھا اُنھون نے مولوی صاحب کے آگے بیان کیا کہ ہمین مولوی محمد حسین صاحب کا طریق بحث پسند نہین آیا۔ یہ سلسلہ تو دو برس تک بھی ختم نہین ہوگا۔ آپ خود ہمارے سوالات کا جواب[۵۱] دیجئے۔ ہم مولوی محمد حسین صاحب کے آنے کی ضرورت نہین دیکھتے۔ اور نہ انھون نے انکو بلایا ہے۔ تب جو کچھ ان لوگون نے پوچھا مولوی صاحب موصوف

[۵۰] میرا تو بقول آپکے درمیان قدم ہی نہ تھا اور نہ بیچ مین کیچ پھر میری کونسی بات کا جواب ناپسند ہوا۔ یہ بات کہتے ہوئے آپ نفی مباحثہ کو بھول گئے ہونگے ہوسکتا ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ ۱۲

[۵۱] محض دروغ ہے فروغ ہے۔ حافظ جی مولوی عبدالرحمن صاحب کے سننے یا اُنکے کہنے سے حکیم صاحب سے کوئی شبہ حل کرانا نہ اسکا سنکر یہ اور کہا اور نہ آواز بلند یا پست سو یہ بات میری اونکی الوجود تسلی ہوگئی ہے۔ اب میرے دلمین کوئی شبہ و اعتراض باقی نہین ہے جسوقت آپ مسیح کے رسولہ چڑھائے جانے اور موت سے وفات پانے کے دلائل نئے حوالیون کو سنا رہے تھے اُسوقت تو حافظ جی وہان موجود ہی نہ تھے پھر وہ انکے ختم ہونے پر مصدق کیونکر ہو سکتے۔ ہان حافظ جی کے آنے پر جب وہ مسئلہ منشی الٰہی بخش صاحب اکبر آبادی کے پیش آیا تھا۔ آپنے وہ تقریر نقل کی تھی جو باب عدم ثبوت قتل مسیح کے ریل گاڑی مین ایک انگریز کے ساتھ آپ کی ہوئی تھی وہ تقریر سنکر بھی حافظ صاحب و منشی الٰہی بخش صاحب وغیرہ حاضرین بجز ایک شمس کے خاموش رہے نہ اسکے مصدق ہوئے نہ مکذب۔ نہ کہا یہ کیا واہیات بکواس ہے۔ کہا۔ آپ اپنے بیان مین سچے ہین تو حافظ جی و منشی الٰہی بخش و منشی عبدالحق سے اسکی تصدیق کرادین۔ مگر یہ یاد رکھین کہ ہم بھی انہی حضرات سے جنکی شہادت آپنے بیان کی مصدق حاصل کر چکے ہین ایسا ہی کرینگے۔ ہوزنون کی آپ مین خلط

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

نے بخوبی ان کی تسلی کر دی۔ یہاں تک کہ تقریر ختم ہو چکنے کے بعد حافظ محمد یوسف صاحب نے بانشراح صدر آواز بلند سے کہا کہ اے حاضرین میری تو من کالوجوہ تسلی ہو گئی اور میرے دلمین نہ کوئی شبہ اور نہ کوئی اعتراض باقی ہے۔ پھر بعد اسکے یہی تقریر فش

وہ حضرات اگر باہم مصالحت کرلین گے اور بحکم مدفع مصلحت آمیز از استی فتنہ انگیز اپنے بیان سابق کے برخلاف کذب پر آمادہ ہو کر آپکے بیان کی تصدیق پر متفق ہو جائینگے تو ہم ان تینون کا علیحدہ علیحدہ حلفی اظہار لین گے۔ اور ان کی اختلاف بیانی سے (جو دروغگوئی کے لئے لازمی امر ہے) ان کی نادرستی ثابت کرین گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اس بیان مین جو آپنے ان لوگون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم مولوی محمد حسین صاحب کے آنیکی ضرورت نہین دیکھتے۔ یہ صاف مشعر ہے کہ حاکسار کا دوبارہ آنا قرار پا چکا اور اس سے پیشتر ضروری تسلیم کیا گیا تھا۔ وہ ضروری نہ مانا جاتا تو اسکی ضرورت کی نفی کی ضرورت نہ پڑتی۔

اسسے آپ کی اور آپکے حواریون کی ان باتون کا کہ آپ کا تو درمیان قدم ہی نہ تھا۔ اور ہم ناحق بلوا لگا کر شہیدون مین داخل ہوتے ہو وغیرہ وغیرہ جو صفحہ ۴ سے ۱۰ تک مندرج ہین دروغ ہونا ثابت ہے۔

اس مکالمہ و مباحثہ مین میرا دخل نہ تھا تو پھر انکو میرے آنیکا انتظار کیون رہا اور پھر اس کے ضرورت کی نفی کی ضرورت کیون ہوئی۔

لہ محض دروغ بیفروغ ہے اور حافظ جی اور منشی الٰہی بخش وغیرہ اسوقت یہ بات نہ بانشرح صدر زبان پر لائے نہ بانقباض خاطر انہ آواز بلند سے نہ آہستہ۔ بلکہ اس مجلس مین بجز ایک شخص کے جسکی تسلی بقول صاحب دیگرے شکند قدر شعرا، تحسین فشاں دسکوت فن شناس تکذیب کے برابر ہر گز نہ پایا۔ اگر آپ سچے ہین تو ان تین اشخاص سے جنکا ذکر (صفحہ ۴) مین ہوا ہے حلفی اظہار لیجئے +

عبدالحق صاحب ومنشی الٰہی بخش صاحب ومنشی امیر دین صاحب اور مرزا امان اللہ صاحب نے کی۔ اور بہت خوش ہوکر اُن سب نے مولوی صاحب کا تشکر یہ ادا کیا اور تہ دل سے قائل ہوگئے کہ اب کوئی شک باقی نہین اور مولوی صاحب کو یہہ کہکر رخصت کیا کہ ہمنے محض اپنی تسلی کرانے کے لئے آپ کو تکلیف دی تھی سو ہماری بخلی تسلی ہوگئی۔ آپ بلا حرج تشریف لیجائیے سو اُنہون نے ہی بُلایا اور اُنہون نے ہی رخصت کیا۔ آپ کا تو درمیان[۵۱] قدم ہی نہ تھا۔ پھر آپ کا یہہ جوش جو تار کے فقرات سے ظاہر ہوتا ہے کسقدر جعل ہے۔ آپ خود انصاف فرماوین جبکہ اُن سب لوگون نے یہ کہدیا کہ اب ہم مولوی محمد حسین صاحب کو بُلانا نہین چاہتے ہماری تسلی ہوگئی اور وہی تو تھے۔ جنہون نے مولوی صاحب کو لودھانہ سے بُلایا تھا تو پھر مولوی صاحب آپسے کیون اجازت مانگتے کیا آپ نہین سمجھ سکتے۔ اور اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ بحث ہونی چاہئے جیسا کہ آپ اپنے رسالہ مین تحریر فرماتے ہین تو یہہ عاجز بسر وچشم حاضر ہے مگر تقریری بحثون مین صدہا طرح کا فتنہ ہوتا ہے۔ صرف تحریری بحث[۵۲] چاہئے۔ اور وہ یون ہو کہ مساوی طور پر چار ورق کاغذ پر آپ جو چاہین لکھکر پیش کرین اور لوگون کو بآواز بلند سنادین اور ایک نقل اسکی اپنے دستخط سے مجھے دیدین۔ پھر بعد اُس کے

---

۵۱ بہت صحیح نہایت درست ہے۔ مین تو صرف ناظرین مین تھا مناظرہ کرنے والے اور ہی تھے۔ پھر حکیم صاحب کے جاتے ہوئے مجھسے اجازت کیون لیتے۔ ناظرین صفحہ ۳۴-۳۸ و ۴۹ وغیرہ ملاحظہ فرماکر اس راستی کا امتحان کرین۔

۵۲ تقریر کا تحریر مین آجانا اور جوابات کسی فریق کے منہہ سے نکلے اُسکو فریق ثانی کا لکھہ لینا مناسب ہے مگر اسمین یہ قید لگانا کہ بدون تحریر کوئی فریق ایک کلمہ زبان پر نہ لاوی۔ بالمشافہ گفتگو کو فضول کر دینا ہے اور دائرہ گفتگو کو تنگ کرنا۔ یہہ قید ہو تو فریقین کا گفتگو کے لئے ایک مجلس مین جمع ہونا اور بالمشافہ گفتگو کی کیا ضرورت ہے۔ ایسی تحریری گفتگو غائبانہ بذریعہ تحریرات بھی ہو سکتی ہے +

مین بہی چار ورق پر اسکا جواب لکہون اور لوگون کو سنا دون - ان دونون پرچون پر بحث ختم ہو جائے[1] - اور فریقین مین سے کوئی ایک کلمہ تک تقریری طور پر اس بحث کے

---

[1] ان شروط کا بدنیتی اور دہوکہ دہی پر مبنی ہونا صفحہ (۸) مین ثابت ہو چکا ہے اس طرفہ پر آپنے طرہ یہ چڑہایا ہے کہ اشتہار ۳ مئی ۱۸۹۱ء مین (جسکو ۲۳ مئی ۱۸۹۱ء لکہا گیا ہے) ایسی ہی چند شرطین[2] اور بڑہا دین -

(۱) مجلس بحث مین کوئی یورپین افسر یا ہندو مجسٹریٹ ہو اور چند دیسی پولیس مین بہی ہون -

(۲) سوال و جواب لکہنے والا کوئی ہندو خوشخط ہو -

(۳) ہر ایک فریق کو ایک گہنٹہ یا ادہ گہنٹہ تک تحریر کا اختیار ہو -

(۴) آٹہ بجے سے دس بجے تک یہ جلسہ ختم ہو - اس سے زیادہ ہو تو نماز ظہر تک ہو

ایسی ہی اسمین بعض اور شروط ہین ان شروط کو پیش کرکے اپنے دائرہ مباحثہ کو اور بہی تنگ کیا اور یہ ثابت کر دکہایا ہے کہ درحقیقت آپکو مباحثہ منظور نہین ہے - یہ صرف مباحثہ سے جان بچانے کے حیلے بنائے ہین - آپنے یہ سوچکر ایسی شروط کو پیش کیا ہے کہ ان شروط سے کسی نہ کسی شرط کا فوت ہو جانا ممکن ہے اور اس سے مباحثہ سے ہماری نجات کی امید ہے (مثلاً ممکن ہے کہ کوئی یورپین افسر یا ہندو مجسٹریٹ جو حاکم ہین نہ رعایا کے محکوم) اس مذہبی بحث کی مجلس مین شامل ہونا پسند نکرین یا کوئی ہندو خوشخط جو فارسی اردو کے علاوہ عربی کہنا (جو اس مذہبی بحث مین لازمی امر ہے) نجانتا ہو وعلی ہذا القیاس -

شروط سوم و چہارم مین آپنے یہ بہی جتایا ہے کہ اس بحث سے آپ کو اظہار حق مقصود نہین ہے - صرف بزعم خود الزام خصم مدنظر ہے جو جدال کہلاتا ہے یا اپنے

بارہ مین فکر ہے جو کچھ ہو تحریر مین ہو اور پرچے صرف دو ہون اول آپ کی طرف ایک چودرقہ پرچہ جسمین آپ میرے مشہور کردہ دعوے کا قرآن کریم اور حدیث کی رو سے رد دیکھینگے

مخالفون کا امتحانِ علم و معلومات جیسے یونیورسٹی مین طلبا کو سوال دیکر حکم دیا جاتا ہے کہ اتنے گھنٹون مین وہ اُن کا جواب دین۔ تب وہ پاس ہو سکتے ہین اور اگر اظہارِ حق مقصود ہو تو اسکے کیا معنے کہ وہ اظہار ایک گھنٹہ یا آدہ گھنٹہ مین ہو۔ اس کے بعد کوئی حق کہے گا تو وہ زاید المیعاد سمجھکر رد کیا جائے گا۔ اسپر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ تحریر جوابات اور اختتام مباحثہ کے لئے کوئی حد و مدت مقرر نہو تو سلسلہ فضول گوئی قطع نہو۔ ہر شخص مخالفِ حق جبتک جو چاہے بکتا رہے۔ اسمین اضاعتِ وقت کے علاوہ یہ بھی ایک نقصان ہے کہ حق ظاہر نہو جو اصل مقصود مباحثہ ہے تو اسکا جواب یہ ہو کہ جب خصم مخالف حق اس قسم کی واہیات کہنا شروع کرے طالب حق بعض باتون کا واہی ہونا ظاہر کر کے اس سے اعراض و خاموشی اختیار کرے اور بحث کو موقوف کر دے۔ اس سے فضول گوئی کا سلسلہ قطع ہوگا۔ اور حق خود بخود سامعین و ناظرین پر ظاہر ہو جاویگا۔ اور اگر اس مجلس کی ہیجارکی مین پارٹی فیلنگ ہو (یعنے اس کے جمہور ارکان کو ایک جانب کی طرفداری کا خیال ہو) تو یہ انہار حق و قطع سلسلہ فضول گوئی منصف سلم الطرفین کی منصفی سے ہو سکتا ہے وہ جب خصم مخالف حق کو فضول باتون کیطرف متوجہ ہوتا دیکھیگا۔ اسکو روک دیگا اور اسکے غیر طبعی حقانی کی حق گوئی کی داد دیگا۔ بالجملہ حق پر ذہبی و قطع سلسلہ فضول گوئی کا یہ طریق نہین کہ تقریر حق کے لئے وقت اور عدد اوراق مقرر کر دین۔ اسکا طریق یہ ہے کہ کمال وسعت اور آزادی کے ساتھ حق کہدین اور خصم کو پوری آزادی سے جواب کا اختیار دین پھر اسکا انصاف حاضرین و منصفین سے کرالین اپنے اس ضروری اور لازمی شرط منصفی کو تو نظر انداز کیا اور بجائے اسکے فضول اور زبانی

اور پہر دوسرا پرچہ چو ورقہ اسی تقطیع کا میری طرف سے ہو جسمین مین اللہ جلشانہ کے فضل و توفیق سے رد الرد لکہون اور انہین دونون پرچون پر بحث ختم ہو جائے۔ اگر آپکو ایسا منظور ہو تو مین لاہور مین آسکتا ہون اور انشاء اللہ تعالے امن قائم رکہنے کے لئے انتظام کرا دون گا۔ یہی آپکے رسالہ کا بہی جواب ہے۔ اب اگر آپ نہ مانین تو پہر آپکی طرف سے گریز[1] متصور ہوگی۔

راقم۔ خاکسار غلام احمد از لودہانہ محلہ اقبال گنج ۱۶۔ اپریل ۱۸۹۱ء

مکرر یہ کہ جسقدر ورق لکہنے کیلئے آپ پسند کرین اُسیقدر اوراق پر لکہنے کی مجہے اجازت دیجائے لیکن یہ پہلے سی جلسہ مین تصفیہ پا جانا چاہئے کہ آپ اسقدر اوراق لکہنے کیلئے کافی سمجہتے ہین اور آن مکرم اسبات کو خوب یاد رکہین کہ پرچے صرف دو ہونگے۔ اول[2] آپکی طرف سے میرے ان دونون بیانات کا رد ہوگا جو مین نے لکہا ہے کہ مین مثیل مسیح[3] ہون اور نیز یہ کہ حضرت مسیح ابن

---

[1] ناظرین خود انصاف کرینگے کہ گریز کسکی طرف سے ہے اور کون شخص ایسی شرائط پیش کرتا ہے جو لایق تسلیم اور سہل الوقوع نہین۔ اور عذر عدم فرصتی سے صاف انکار کسنے کیا آپکا خط نمبری ۱۱ ملاحظہ ہو۔

[2] نہین نہین اول آپکی طرف سے تحریر ہونی چاہئے کیونکہ آپ مدعی ہین اور بار ثبوت آپ پر ہے آپکا خصم تو آپکا معارضہ کریگا یا لی نہ یا سائل بنے گا جسکی نوبت آپکے بعد آنیوالی ہے کتب فن مناظرہ (رشیدیہ وغیرہ) نظر سے نہین گزرین تو کسی اہل علم سے پوچہہ لین۔

[3] صرف مثیل مسیح کیون کہتے ہین آنیوالا مسیح کہین اور لوگون کو دہوکہ ندین۔ صرف آپ کا مثیل مسیح ہونا محل نزاع نہین ہے۔ سخت نزاع اور شدید بحث کا محل تو آپ کا یہ دعوے ہے کہ مسیح موعود سے (جسکے قیامت سے پہلے آنے کی خبر صحاح مین وارد ہے) حضرت عیسی نبی اللہ مراد نہین بلکہ آپ مراد ہین جو مثیل ہونے کے مدعی ہین۔ یہان تو آپ نے دعوے وفات مسیح مین بحث ہونے کی آڑ مین دعوے مسیح موعود ہونیکا ثبوت پیش کرنے سے گریز کیا ہے اور خط نمبری (۱۱ و ۱۲) مین اپنے اس دعوی کا ثبوت پیش کرنے اور اسکے لائق بحث ہونیسے صاف انکار کر دیا۔ ناظرین انکی چالونکو دیکہتے جائین

مزید درحقیقت دفعات پائے ہیں۔ پہراس رد کے ردالرد کے لئے میرطرف تحریر ہوں
غرض چاہئے آپکا یہ حق ہوگا کہ جو کچھ ان دعاوی کے بطلان کے لئے آپکے پاس ذخیرہ منصوص
قرآنیہ وحدیثہ موجود ہے وہ آپ پیش کریں پر جسطرح خدا تعالےٰ چاہیگا یہ عاجز اسکا جواب
دیگا۔ اور بغیر اس طریق کے جسکے انصاف پر مبنا اور نیز امن رہنے کے لئے احسن انتظام ہے
اور کوئی طریق اس عاجز کو منظور نہیں اگر یہ طریق منظور نہو تو پہر ہماری طرف سے یہ آخری تحریر
تصور فرماویں اور خود ہی خط لکھنے کی تکلیف روا نہ رکھیں اور بحالت انکار ہرگز کوئی تحریر
یا کوئی خط میری طرف نہ لکھیں اگر پوری اور کامل طور پر بلاکم وبیش میری رائے ہی منظور
ہو تو صرف اسحالت میں جواب تحریر فرماویں ورنہ نہیں ۔

آج بہوپال سے ایک کارڈ بقلم مسمی ۱۲ خویم مولوی محمد احسن صاحب
بہتمم مصارف ریاست پٹیالہ بکہ آپ کے اخلاق کریمانہ اور مہذبانہ تحریر کا نمونہ معلوم ہوگیا

۱۵ یہ وہی آپکی زبوں تیز دہکی ہے جس سے آپکا یہ قصور ہے کہ اگر فریق مخالف اس دھکی میں آکر
ہماری شرط فاسد کو قبول کر لیا تو وہ دام میں آیا۔ اور اگر اس نے جواب سے انکار یا سکوت کیا تو
یہ مشہور کیا جائیگا کہ فریق مخالف نے خط کا جواب نہیں دیا اور وہ غریب مگر خدا کا شکر ہے کہ آپکا
یہ مکر آپکے خیال میں نہ آیا۔ ہنسنے کہ آپکی شرط فاسد کو بلا شرط مانا۔ نہ جواب خط سے سکوت کیا
اور آپکی اس خط کا جواب ایسا دیا جو آپکی شرط کے موافق نہ تھا۔ دیا این ہمہ اسکو آپنے وصول
کرکے آپنے اس خط کا آخری ہونا نہ لکھا۔ اور ہمارے اس جواب کے جواب میں ایک اور خط بھی لکھدیا
اسکا جواب بھی خط نمبر ۲۲۵ میں دیا اور پھر بھی کہ میں خط نمبر ۲۴۹ ارسال کیا تو ان
خطوں کے جواب میں آپکے کچھ بن نہ پڑا اور وہ الزام سکوت و عجز از جواب ہمارے سر ہو کر
آمیزہ دھکی سے آپ ہم پر لگانا چاہتے تھے خدا تعالےٰ نے آپ لگا دیا اور آپ پر یہ مصرع صادق
آگیا ع ہر اخوانداری و خود بدام آوری ۔

۱۵ آپکے اخلاق کریمانہ اور مہذبانہ مندرجہ اشتہار ۲۰ مارچ ۱۸۹۱ء کا نمونہ ملاحظہ فرماتے تو

آپ اپنے کارڈ مین فرماتے ہین کہ مین نے مرزا غلام احمد کے اس دعوی جدید کی اپنے ریویو مین تصدیق نہین کی۔ بلکہ اسکی تکذیب خود براہین مین موجود ہے۔ آپ بلا رویت مرزا پر ایمان لے آئے۔ آپ ذرا ایک دفعہ اگر اسکو دیکھ تو لین۔ تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ۔ اشاعت السنۃ مین اب ثابت ہوتا رہیگا کہ یہہ شخص ملہم نہین ہے فقط حضرت مولوی صاحب من آنم کہ من دانم۔ آپ جہانتک ممکن ہے ایسے الفاظ استعمال کیجئے۔ مین کہتا ہون اور میری شان کیا بیشک آپ جو چاہین لکہین اور اس وعدہ تہذیب[1] کی پروا نہ رکہین جسکو آپ چہاپ چکے ہین۔ ربی یسمع ویری والسلام علی من اتبع الہدی۔ خاکسار غلام احمد۔

آج ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء کو آپ کی خدمت مین خط بہیجا گیا ہے اور ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء تک آپکے جواب کے انتظار رہین گے۔ اگر ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء تک آپکا جواب نہ پہنچا تو یہی خط

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴ یہ کلمہ لکہتے ہوئے شرماتے اور یہ خیال فرماتے کہ جس کی آنکہہ مین شہتیر ہو وہ دوسرے کی آنکہہ کے تنکے پر کیا اعتراض کر سکتا ہے۔ اس کارڈ مین یہ الفاظ۔ "اسکو" (بصیغہ واحد) اور "یہ شخص ملہم نہین" (جو آپکو بالمواجہ نہین لکہے گئے) محل اعتراض و خلاف تہذیب و اخلاق سمجہے گئے ہین تو انکا موازنہ الفاظ "بیحیا و بے ایمان" (جو آپکے اشتہار ۲۶۔ مارچ ۱۸۹۱ء سے مستفاد ہین) اور الفاظ (دغاباز۔ حرامخور وغیرہ وغیرہ جو آپنے حواریون سے کہلائے ہین) سے کرین اور پہر انصاف سے کہین کہ تہذیب و اخلاق کا التزام کس جانب مین ہے +

[1] یہان اس وعدہ کا التزام برابر رہا اور رہے گا۔ انشاء اللہ تعالے دیکہئے آپنے اور آپکے حکم و رضا و علم سے آپکے حواریون نے ہم کو کسقدر برا کہا ہے۔ ہمنے کسی لفظ کا جواب دیا ہے۔ نہین ہرگز نہین۔ آیندہ بہی انشاء اللہ تعالے ایسا ہی ہوگا ہمکو خدا تعالے سے امید ہے کہ ہمارا صبر اور آپ کا روز افزون جور و جفا لوگون پر اچہا اثر پیدا کرے گا۔ اس سے لوگ سمجہہ جائینگے کہ آپ الہامی نہین ہین ۔

آپکے رسالہ کے جواب مین کسی اخبار وغیرہ مین شائع کر دیا جاوے گا فقط

مرزا غلام احمد بقلم خود ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء

اس کا جواب

نمبر (۲۰۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم لاہور - ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء

جناب مرزا غلام احمد صاحب -

بعد سلام مسنون - ۱۶ اپریل کے خط مین جو آپنے اپنے حواری مولوی نورالدین کے عدم گریز کی وجہ بتائی ہے وہ صحیح نہین ہے اور اس وجہ کی تفصیل مین جو کچھ آپنے لکھا ہے وہ بھی مغالطہ سے خالی نہین ہے - مین اس اجمال کی تفصیل[۱] اپنے رسالہ مین کرونگا - انشاء اللہ تعالے اصل مطلب کی بات کا جواب یہ ہے کہ آپنے تحریری بحث کیلئے دو شرطین پیش کی ہین - اول یہ کہ ایک ہی دفعہ فریقین اپنی اپنی تحریرات پیش کرین - دوسرے یہ کہ ان تحریرون کے اوراق محدود ہون - ان مین جو آپنے اپنی قدیم عادت تغلیط مخاطب کے مطابق مغالطہ دینا چاہا ہے مین اسکو تاڑ گیا ہون - جسکی تشریح[۲] اپنے رسالہ مین کرونگا انشاء اللہ تعالے - مگر مین آپ کی قطع حجت کی غرض سے ان دونون شرطون کو منظور کرتا ہون اور صاف کہتا ہون کہ مین ایک ہی دفعہ اپنی تحریر پیش کرونگا اور اسکے اوراق بھی محدود کر دونگا - مگر دو شرطین آپ میری بھی منظور کر لین (جو نئی شرط نہین ہین) بلکہ پہلے بھی میرے خط نمبر ۱۱۴ و ۱۲۰ مین معروض ہو چکے ہین) - اول یہ کہ قبل از مباحثہ تحریری آپ رسالہ ازالۃ الاوہام میرے پاس بھیجدین[۳] تاکہ مین اپنی تحریر مین آپکے جملہ

---

[۱] یہ تفصیل حاشیہ صفحہ (۳۳-۴۶-۴۷) وغیرہ مین ہو چکی ہے -

[۲] یہ تشریح صفحہ (۸) وغیرہ مین ہو چکی ہے -

[۳] تمام نہین تو صرف اسیقدر جسقدر چھپ چکا ہے اور برخلاف عہد خط نمبر ۴ منقولہ صفحہ (۳۶۴) نمبر ۱۲ جلد ۱۲ حکیم نورالدین صاحب کے پاس بھیجا گیا ہے -

دلائل کا جواب یکبارگی تحریر کر سکون اور ان دلائل کو دیکھکر یہ بھی اندازہ کر سکون کہ میں انکا جواب کسقدر اوراق میں ادا کر سکون گا۔ آپ کا وعدہ بھی ہے کہ وہ رسالہ آپ کے پاس بیس پچیس روز میں پہنچیگا اور آپ پہلے کسیکو نہ دیا جاویگا جو ایک دفعہ لوٹ بھی چکا ہے۔ دوم یہ کہ میں قبل از مباحثہ چند اصول کی تمہید کرون اور آپ سے اُن کو تسلیم کرا لون۔ جیسے کہ آپ کے حواری مولوی نورالدین سے تسلیم کرا چکا ہون۔ ان دونون شرطون کے تسلیم و تعمیل کے بعد آپ جس تاریخ میں اپریل کی چاہیں لاہور تشریف لائین میں حاضر ہون۔ ماہ اپریل میں آپ رسالہ ازالۃ الاوہام نہ بھیج سکین تو ماہ مئی میں ہی اس مبحث میں مجھے سفر درپیش آگیا (جسکو میں بارہا ظاہر کر چکا ہون۔) تو میں جہان ہونگا۔ وہان سے تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچونگا انشاء اللہ تعالےٰ۔ چنانچہ اپنے خط نمبری ۲۰۰ میں عرض کر چکا ہون میرے کارڈ اسمی مولوی محمد احسن صاحب ہوپا جو الفاظ لکھے گئے ہیں ان کا موازنہ اپنے الفاظ اشتہار ۲۶ مارچ سے کرین۔ اور انصاف سے کہین کہ تہذیب کا التزام کس جانب ہے۔ اسکی توضیح بھی رسالہ میں ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ۔

ابوسعید محمد حسین

ضمیمہ خط نمبری ۲۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ۲۰۷ لاہور ۸ اپریل ۱۹۰۱ء

خیال مسیح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ھداہ اللہ الصراط المستقیم

سلام علی من اتبع الھدیٰ۔ کل آپکے خط ۱۶۔ اپریل ۱۹۰۱ء کا جواب ہمدست حامل خط مذکور ارسال کر چکا ہون۔ آج اس خیال سے کہ شاید اس خط کے وصول سے آپ انکار کرین

لہ یہ خیال مسیح صفحہ (۵۵) تک ہو چکا ہے۔ لہ یعنی وہ رسالہ جسکو مرزا صاحب سے میں نے طلب کیا تھا اس کے جواب میں مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ میں رسالہ ازالہ اوہام کو دوبارہ لکھکر بھیجونگا۔ اسی کا ذکر ہے۔

جیسے کہ آپنے خط سابق مین میرے مقابلہ مین اپنے حواری کے مباحث ہونیسے انکار کیا ہے
اس خط کی نقل بذریعہ رجسٹری ارسال کرتا ہون - علاوہ بران دو باتین (جن سے آپکو
اور ڈھیل دینا اور آپ کی حجت کو قطع کرنا مقصود ہے) مین اور کہتا ہون - ان باتون کو
آپ خط سابق کا ضمیمہ قرار دین - اول یہ کہ اگر آپ مباحثہ کی مجلس مین اصول کی
تمہید و تسلیم سے ڈرین اور یہہ خیال کرین کہ خدا جانے وہ اصول جو ہمسے تسلیم کرائے جائینگے
کیسے سخت مشکل اور ہمارے فہم اور علم سے اجنبی ہونگے اور بناءً علیہ آپ یہہ کہین -
(جیسے کہ آپکے حواری نے مجلس مباحثہ مین کہا تہا) کہ خدا جانے ان اصول کی تسلیم سے
ہمپر کیا پتھر پڑین گے - تو مین ان اصول کو آپکے پاس وہان بہیجدیتا ہون - بشرطیکہ
آپ تمہید اصول کو تسلیم کرین - اس سے آپ کو ان اصول کے سمجہنے اور ان مین غور کرنے
کے لئے کافی مہلت ملجاوے گی - اور اس ناگہانی ابتلا سے جسمین آپکے حواری صاحب
مبتلا ہوگئے اور اس سبب سے وہ مباحثہ چہوڑکر بہاگ گئے نجات ہوگی دوم یہ کہ اگر آپ
میری شرط اول کو تسلیم نکرین اور مباحثہ سے پہلے ازالۃ الاوہام میرے پاس بہیج
نہ سکین تو مین اس شرط کی تسلیم سے آپکو بری کرتا ہون بشرطیکہ آپ اپنی شرط (فاسد
و مبنی بر مغالطہ) مین اتنی ترمیم کردین کہ پہلے تحریر آپ کی ہو - جسمین آپ اپنے دعاوی
جدیدہ کے جملہ دلائل درج کرین - اسکے بعد میری تحریر ہو - جسمین آپکے دلائل کا جواب ادا ہو
اور اگر آپ اپنی اس شرط فاسد مین اتنی ترمیم بہی روا نہین رکہتے تو اسکی ایسی وجہ
معقول بیان کرین جسکو آپکے مخالف اور موافق سب قبول کرسکین - یا آپ یہ ثابت
کردکہائین کہ آپ مین ایسی مزیت و فوقیت پائی جاتی ہے کہ آپ جو کچہہ کہین اسکو
اور لوگ کالوحی من السماء بلا دلیل مان لین اور جو بات کوئی دوسرا کہے اسکی
تسلیم آپکے لئے جائز نہو - چہ جائے واجب! جو لوگ آپ کو ملہم مانتے ہین صرف وہی
آپکے خیال و مقال کی نسبت یہ کہتے ہین امنا کل من عند ربنا مین تو آپ کا مرید

نہیں ہوا۔ جو آپ کہیں بڑا سمجھیں ان میں سے جو آپ کہہ دیا جاتا۔ وہ اسی مباحثہ کے سلسلہ میں تھا جو آپ کے حواری نے شروع کیا تھا جس کی تفصیل رسالہ میں تھا کہ جو مباحثہ شروع ہے۔ اسکو پورا کرنے کے لئے اپنے حواری کو واپس کریں یا خود تشریف لائیں نہ یہ کہ آپ نئے مباحثہ کے لئے نئی شرائط قائم کریں اور پہلے مباحثہ میں جو شرط فیصلہ پیش کرے اُسے تسلیم کریں۔ ان خطوط کا جواب ۲۱ ماہ حال تک نہ پہونچا تو ان خطوط کو رسالہ میں چھاپ دیا جائے گا۔ اور ہر منصف خود غور و انصاف کریں گے کہ درحقیقی بات ماننے سے کسکو انکار ہے اور گریز از مباحثہ کس نے کیا؟

ابوسعید محمد حسین

ان خطوں کا جواب

نمبر ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ بخدمت اخویم مکرم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ باعث تعجب ہوا آپ نے تو اظہار حق کی غرض سے بحث کرنا چاہتے ہیں اور نہ اس جوش بے اصل سے بازہ سکتے ہیں۔ عزیزمن۔ حکم السدید عاجز پر کوئی الزام دینا نہیں چاہتا مگر آپ ہی کی قول

لہ نہیں پر کچھ نہیں ہے بحث کون نہیں چاہتا اور کون شخص ناجائز شرط پیش کرکے اس سے جان چھوڑتا ہے اور کس سے یہ مقصود ہے کہ بحث نہ چاہتے ہیں مگر یہ بتلاؤ انہوں نے حق بات کی غرض سے الزام دیا ہے یا ضد سے۔ تو یہ امر منصف سکتا تصفیہ پا سکتے کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہم اور آپ منصف نہیں اور ہم جو کچھ کہتے ہیں منصف ناظرین اور آپ سب پر حمل کریں۔ اگر آپ جائز سمجھیں۔

لہ یہ بھی لفظ زیادہ ہے جو پہلے صفحہ (۱۰) میں آپ سے نقل ہوا ہے۔ اس لفظ میں بھی بزرگی کا ادعا ہے۔ ہر علوم نہیں کہ کس وصف میں آپ بڑھ کر بیٹھے ہیں۔ علم میں یا علم میں یا زہد و تقوٰے میں جو دعوے ہو نازیبا ہے اور شعار خویش خود گفتن ہم کا مصداق۔

لہ پانچ نوں منقطعین ہے مگر خط اپورا نہیں کرتا۔ جو مضمون آپ دوسرا اپنے نام کرنا چاہتے ہیں وہ آپ پر عاید ہو جاتا ہے کہ تا قبل ۵ دن کے اسکو دنیا تا تقصور پایا گیا۔

وفعل آپکو الزام دے رہا ہے آپ کا آدمی رات کو تار پہنچا کہ ابھی آو ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاوگے مقدمہ کی اس تار پر دے مخالف ہے جو آپ اب پیش کر رہے ہین۔ افسوس کہ آپنے بحث کرنے کے لئے بذریعہ تار بلایا پھر آپ گرز گرگئے اور اب آپ کا خط جو ۲۴ بعد از جنگ کا مذہ ہے۔ فضول باتون کو پیش کرکے اور ہی تعجب مین ڈالتا ہے چنانچہ ذیل مین آپکے اقوال کا جواب دیتا ہون۔

قول ۔ دو باتین جن سے آپ کو اور ڈھیل دیتا ہون لکھتا ہون ۱۰

اقول ۔ حضرت یہ تو آپ حیلہ حوالہ ہے۔ اپنے تئین ڈھیل دے رہے ہین ہمنے کب کہا تھا کہ ہمنے ڈھیل دین۔ آپکی آدھی رات کو تار آئی مین تیار ہوگیا۔ آپ کی اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے خرچ دیکر بلا توقف اپنا آدمی روانہ کیا۔ بحث منظور کرنی سب انتظام مجلس اپنے ذمہ لیلیا مگر آپ ہماری تیاری کا نام سنتے ہی کنارہ کش ہوگئے اب سوچین کہ کیا ہمنے

۱۰ گزشتہ شخص کیساتھ ہی ہوا جسنے مباحثہ سے جان بچانے کے لئے ناجائز شروط کرنی پیش کیا۔ اور مخاطب کے جائز شروط کو نہ مانا اب اس ۱۲ کا تصفیہ ناظرین خود کرلین گے کہ کیسا کہنے کیا آپ چاہین اس امر مین کسی منصف کے سامنے بحث کرلین آپکی گرز ثابت ہووے اور منصف مسلم ۱۲ ناظرین نے اسکو تسلیم نہ کیا تو ہم آئندہ آپکے ساتھ معارضہ سے دست بردار ہو جائین گے۔ یہ بھی ایک بات مین ایمان ۱۲ تھ مین آتا ہے۔ اور کیا چاہتے ہین۔

۱۰ یہ آپکی تہذیب انصاف پسندی حق طلبی دیانت و انکسار کا نمونہ ہے۔ کبھی پوچھا جنگ کب ہوئی اور ختم کب ہوئی آپنے جنگ کی جائز شرط بتائین کہ ان ۱۲ سے پہلے بعد جنگ شروط مقابلہ کیا گیا۔ آپنے نہ تو شروط کو مانا نہ انکار کیا بلکہ جواب خط دینا ترک کردیا۔ سلمانم ختام جنگ ہمدیگر آپ بطرف ہوا گرزہی تو پھینکا۔ ہر ہر عقل شمال اپنی چوکڑی کو تول کر ڈالتے۔ الزام گرز دو سرون پر لگایا۔ وہی ایسے لفاظ سے جسکو دنیا ۱۲ تہذیب و ضابطہ اخلاق استعمال نہین کرسکتا جو ۱۲ عیار دغا بیت و انکسار و ریا شعار و انور وغیرہ وغیرہ۔

۱۰ ال سے پوچھئے۔ ورخدا سے۔ لوگون سے کسی سے تو شرمائیے۔ شروط فاسدہ کی آڑ بنا کر گریز

بحث کو ڈھیل مین ڈالدیا - یا آپ نے اگر مین آپ ہی لاہور مین پہنچتا تو کسقدر تکلیف ہوتی - آپکی اس حرکت نے نہ صرف آپکو شرمندہ کیا بلکہ آپ کی تمام عقلمند پارٹی کو خجالت کا حصہ دیا اس کنارہ کشی کا آپ پر بڑا بار ہے کہ جو بودی عذرون سے دور نہین ہو سکتا - آپنے ناگوار طریقہ سے مقابل پر آنیکی دہمکی تو دی مگر آخر آپ ہی ٹہر نہ سکے - کیا اس دعوے کے ساتھ جو آپکو ہے یہ گریز آپ کی علمی وجاہت پر دہبہ نہین لگاتے -

قولہ - اگر آپ عین مباحثہ کے جلسہ مین اصول کی تمہید و تسلیم سے ڈرین تو مین ان اصول کو آپکے پاس وہان بہیجدیتا ہون تا آپکو آپکے سمجھنے کے لئے کافی مہلت ملجائے ناگہانی ابتلا سے بچ جائین اور وہ حال نہ ہو جو آپکے حواری کا ہوا -

اقول - حضرت آپکو خود مناسب ہے کہ آپ ان اصولون سے ڈرین کوئی عقلمند ان بیہودہ باتون سے ڈر نہین سکتا اور مین تو آپکے ان اصولون کو محض لغو[1] سمجہتا ہون اور ایسے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰) کنارہ کش ہوا اور ابتک کون کنارہ کش ہے مین تو آپکے گہر کے قریب بہی پہنچا اور آپکو مناظرہ کے لئے بلایا پہر آپنے بنج کے کام کا بہانہ پیش کر کے کنارہ کشی کو اختیار کیا باینہمہ یہ الزام دوسرون پر لگانا آپ ہی کا کام ہے ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند +

[1] یہان تو آپنے اصول اسلام کو لغو کہدیا مگر اپنے خط نمبری (۱۱ و ۱۴) مین ان اصول کی تمہید کو تسلیم و منظور کر لیا - معلوم نہین اُس خط مین آپ اس خیال لغویت کو بحکم انکہ - دروغگو را حافظہ نباشد - بہول گئے - یا جو اس خط مین لکہتے ہین وہ دل سے نہین کہتے - اور آپ کے مذہب کا کوئی اصول نہین - بہر حال آپنے یہہ بات دل سے کہی ہے تو آپ کی تسلیم خط نمبری (۱۱ و ۱۴) لغو ہے - اور آپ پر آیت والذین ھم عن اللغو معرضون - اور آیت لم تقولون ما لا تفعلون کے خلاف کا الزام قائم ہے اور اگر وہ تسلیم دلسے ہی تو آپکا ان اصول کو لغو کہنا اصول اسلام کو لغو کہتا ہے - زیادہ ہم کیا لکہین +

لغویات کی طرف توجہ کرنے سے مجھے یہ آیت روکتی ہے جو اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ والذین ہم عن اللغو معرضون۔ اور نیز یہ حدیث نبوی کہ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ۔

یہ بات ظاہر ہے کہ جو بات ضرورت سے خارج ہے وہ لغو ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ اس بحث کے لئے شرعی طور پر آپکو کسبات کی ضرورت ہے سو ادنے تامل سے ظاہر ہوگا کہ آپ صرف[1] اس بات کے مستحق ہین کہ مجھ سے تشخیص دعوی کرا دین سو مین نے بذریعہ فتح اسلام و توضیح مرام اور نیز بذریعہ اس حصہ ازالہ اوہام کے جو قول فصیح مین شائع ہو چکا ہے اچھی طرح اپنا دعوے بیان کر دیا ہے۔ اور مین اقرار کرتا ہون کہ اس سے زیادہ اور کوئی میرا دعوے نہین جو آپ پر مخفی ہو۔ اور وہ دعوے یہی ہے کہ مین الہام کی بنا پر مثیل المسیح ہونیکا مدعی ہون اور ساتھ ہی یہ بہی کہتا ہون کہ حضرت مسیح بن مریم درحقیقت فوت ہو گئے ہین سو اس عاجز کا مثیل مسیح ہونا تو آپ اشاعۃ السنۃ مین امکانی طور پر مان چکے ہین۔ اور مین اس سے زیادہ آپ سے تسلیم بہی نہین کراتا۔ اگر مین حق پر ہون تو خود اللہ جل شانہ میری مدد کریگا اور اپنے زور آور حملون سے میری سچائی ظاہر کرے گا۔

رہا مسیح بن مریم کا فوت ہونا سو فوت ہونے کے دلائل لکہنا میرے پر کچھ فرض[2] نہین کیونکہ مین نے کوئی ایسا دعوی نہین کیا جو خدا تعالے کی سنت قدیمہ[3] کے مخالف ہو بلکہ مسلسل

---

[1] یعنی اس دعوی کے دلائل نہ پوچھین یہ مسئلہ نہ شریعت اسلام کا ہے نہ فن مناظرہ کا ہے۔ آپ سچے ہین تو بتائین شرع کی یا فن مناظرہ کے کس کتاب مین یہ لکہا ہے کہ مدعی سے صرف تشخیص دعوی کرائی جاوے اُس دعوی پر دلیل اُس سے طلب نہو۔

[2] کسی دعوی کے مدعی پر دلائل لکہنا فرض نہین تو پہر کیا اس کی منکر پر فرض ہے اس امر کی نہ شریعت مصدق ہے نہ فن مناظرہ کتب شریعت مین اتفاقی مسئلہ ہے البینہ علے المدعی اور رشیدیہ کتاب فن مناظرہ مین ہی المدعی من نصب نفسہ لاثبات الحکم بالدلیل او التنبیہ

[3] یہ آپ کا ایک اور دعوے ہے جو خصم کے نزدیک مسلم نہین چنانچہ اس خط کے جواب مین بیان کیا گیا ہے کہ اس مین آپنے دہوکہ دیا ہے لہذا اس کی دلیل بہی آپ کے ذمہ ہے۔

طور پر ابتدای حضرت آدم سے یہی طریق جاری ہے کہ جو پیدا ہوا وہ آخر ایک دن جوانی کیحالت مین یا بڈہا ہو کر مرے گا جیسا کہ اللہ جلشانہ آپ فرماتے ہین۔ ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئاً۔ پس جبکہ میرے پر یہہ فرض ہی نہین کہ مین مسیح کے فوت ہونے کے دلائل لکہون اور انکا فوت ہونا تو مین بیان ہی کر چکا تو اب اگر مین آپ سے پہلے لکہون تو فرمایئے کیا لکہون[1]۔ یہ تو آپ کا حق ہے کہ میرے بیان کے ابطال کے لئے پہلے آپ قلم اوٹہائین اور آیات اور اور احادیث سے ثابت کر دکہائین کہ سارا جہان تو اس دنیا سے رخصت ہوتا گیا اور ہمارے نبی کریم بہی وفات پا گئے مگر مسیح وفات پانے سے ابتک باقی رہا ہوا ہے۔ کسی مناظر کو پوچہکر دیکھ لین کہ داب مناظرہ کیا ہے[2]

اب یہ بہی یاد رہے کہ آپکی دوسری سب بحثین مسیح کے زندہ مع الجد اوٹہائی جانے کے فرع ہین[3]۔ اگر آپ یہہ ثابت کر دین گے کہ مسیح زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اوٹہایا گیا تو پہر آپنے سب کچھ ثابت کر دیا غرض پہلے تحریر کرنا آپکا حق ہے اگر اب بہی آپ مانتے نہین تو چند غیر[4] قومون کے آدمیون کو منصف مقرر کر کے دیکہلو۔

---

[1] اپنے دعوی کے دلائل لکہئے اور نہین تو دو چار گالیان مغالطے ہی سہی۔

[2] آپ ہی بتلا دیجئے مگر کتاب کے حوالہ سے ہمنے تو کتب مناظرہ مین یہی پڑہا ہے کہ دلیل مدعی کے ذمہ ہے نہ منکر و مانع کے۔

[3] فرع اب بنگئی۔ فتح اسلام توضیح مرام اور اور دیگر ابتدائی تحریرون مین اور خط سابق نمبر ۸ و خط ہذا کے مضمون منقول صفحہ (۶۲) تک تو آپکے مسیح موعود ہونیکا دعوی اصل ہے مسیح کے فوت ہو جانیکا ذکر تو اُن مین تبعاً و ضمناً ہے رسالہ توضیح مرام و رسالہ فتح اسلام کو پہر ایک دفعہ دیکہہ جائیے۔ اگر بہول گئی ہین اور اس خط اور خط سابق کے فقرات زیر نشان کو ملاحظہ کرین اسکی زیادہ توضیح ہمارے خط نمبری ۳۷۱ کے حواشی مین ہوگی انشاء اللہ تعالی

[4] اسمین آپ یہ جتاتے ہین کہ آپ مسلمانون کو اپنا ہم مذہب نہین سمجہتے اور کسی مسلمان سے حق گوئی کی امید

اور اخویم حکیم مولوی نور الدین صاحب کب آپکے بلائے[1] لاہور مین گئے تھے۔ جنہون نے بلایا اُنہون نے مولوی صاحب موصوف سے اپنی پوری تسلی کرالی اور آپکے ان لغو اصولون سے بیزاری ظاہر کی تو پہر اگر مولوی صاحب آپسے اعراض نکرتے تو اور کیا کرتے اعراض کا نام آپنے فرار رکہا۔ اسلئے خدا تعالے نے دست بدست آپکو دکہا دیا۔ کہ درحقیقت فرار کسی سے ظہور مین آیا۔ یہ مولوی صاحب کی راستبازی کی کرامت ہے جس نے آپ پر یہ مصرع سچا کر دیا۔ **مصرع**۔ مرا خواندی و خود بدام آمدی ✤

قولہ۔ اگر آپ میری اس شرط کو قبول نکرین اور مباحثہ سے پہلے ازالہ اوہام بہیج نہ سکین تو مین اس شرط کے تسلیم سے آپکو بری کرتا ہون بشرطیکہ پہلی تحریرات آپکی ہون اور بعد مین میری۔

اقول۔ حضرت آپ ازالہ اوہام کے اکثر[2] اوراق دیکہہ چکے اب مجہے کس شرط سے بری کرتے ہو اور مین ابہی ثابت کر چکا ہون کہ پہلے تحریر کرنا آپ کا ذمہ ہے۔ اب دیکہئے یہہ آپکا آخری ہتہیار بہی خطا گیا۔ عنقریب یہ آپ کا خط بہی بذریعہ اخبارات پبلک کے سامہنے پیش کیا جائیگا تا لوگ دیکہہ لین کہ آپ کی تحریرات مین کہانتک راستی اور حق پسندی اور حق طلبی ہے ✤

نہین رکہتے تب ہی ثالث کی منصفی تجویز کرتے ہین۔ اس صورت مین آپکو ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا سے ڈرنا مناسب ہے ✤

[1] یہ دعوی مین نے کب کیا ہے اور مناظرہ واقع ہونے کے لئے میرا بلانا کہان شرط ہے حافظ جی کے کہنے سے وہ آئے اور ان ہی کے کہنے سے وہ مناظرہ مین پہنس گئے۔ پہر ان کا بلا اطلاع خاکسار جانا فرار نہین تو کیا ہے۔ مگر شرم ہو تو۔

[2] محض دروغ بیفروغ ہے ازالۃ الاوہام پچیس جز سے زیادہ بتایا جاتا ہے اور قول فصیح مین جو مین نے دیکہا ہے اسکا ایک جز بہی پورا منقول نہین ہوا۔ پہر اکثر مقابل اقل کہان صادق آیا۔ سبحان اللہ یہ دعوی تقدس اور یہ سفید جہوٹ اور دہوکہ دہی ✤

Digitized by Khilafat Library Rabwah.